تحویل قبلہ اور قرآن

از محمد حنیف

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ 2:145

اور اگر آپ اہلِ کتاب کے پاس ہر ایک نشانی (بھی) لے آئیں تب بھی وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں

اعتراف

فہم قرآن کے حوالے سے یہ انسانی کوشش ہے۔ جو سہو و خطا سے منزہ نہیں ہو سکتی۔ تفکر و تدبر دین کے ضمن میں اگر میرا نقطہ نظر درست ہے، تو یہ اس رب کریم کی بے پایاں نوازشات و عنایات کی وجہ سے ہے۔ اگر کہیں مجھ سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے، تو یہ میرا انسانی سہو ہے۔ جسکے لیے میں اپنے رب کے حضور رحمت و مغفرت کا طالب ہوں۔ وہ یقیناً انسان کی نیتوں سے واقف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [۳:۱۹]

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اس دین سے ہٹ کر جو مختلف طریقے اُن لوگوں نے اختیار کیے، جنہیں کتاب دی گئی تھی، اُن کے اِس طرز عمل کی کوئی وجہ اس کے سوانہ تھی کہ انہوں نے علم آجانے کے بعد آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کے لیے ایسا کیا اور جو کوئی اللہ کے احکام وہدایات کی اطاعت سے انکار کر دے، اللہ کو اس سے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی ہے

[ابوالاعلی مودودی]

کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی اللہ کریم نے جس نظام کو انسانوں کے لیے پسند کیا، وہ صرف اور صرف اسلام تھا۔ اسلام کے علاوہ کوئی بھی نظام، طریقہ، اللہ کریم کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ اپنے وعدے کے مطابق، اللہ کریم نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے، انبیاء علیہ سلام کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ، دنیا کی ایک بھی ایسی قوم نہیں ہے، جو رب کریم کی اس نعمت سے محروم رکھی گئی ہو ۔ قرآن کریم واضح طور پر بتاتا ہے کہ یہ ہی دین روز اول سے اللہ جل شانہ کی طرف سے اپنے انبیاء، نوحؑ ، ابراہیمؑ ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ، کی طرف نازل کیا گیا اور اس قرآن کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی طرف نازل ہوا ہے۔۔

چنانچہ فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ [٤٢:١٣]

تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراھیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اللہ جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے[احمد علی]

چونکہ دین اللہ کے نزدیک ہمیشہ سے ہی اسلام تھا، اس جہت سے تمام کے تمام انبیاء علیہ سلام، مسلمان تھے اور انھوں نے دین اسلام کی تبلیغ کی، اور اپنے اپنے دور میں، دین کے تمکن کی کاوشیں کیں۔ ہر نبی کو دین کی بنیادی اساس، اصول، قواعد و ضوابط، قوانین، ایک ہی عطا کیے گئے۔ البتہ ان عطا شدہ، قوانین، اصول، قواعد و ضوابط، کو عملی طور پر معاشرے میں، نافذ کرنے، اور ان احکامات خداوندی کے مطابق، معاشرے کی تشکیل کے لیے، ہر نبی کو اپنے دور کے حالات، اور تقاضوں، کے مطابق، اپنی امت کی مشاورت سے لائحہ عمل، طے کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر نبی کا مقصود و مطلوب، ایک ہی دین اسلام تھا، البتہ اس دین کے عملی تمکن کے لیے، طریقہ کار اور لائحہ عمل، حالات، مقام، اور اس دور کے تقاضوں کی مناسبت سے مختلف تھا۔

سوال یہ ہے کہ یہ دین اسلام ہے کیا۔۔

وہ کیا معیار ہے، اور وہ کون سا پیمانہ ہے، جس کے مطابق ہم اس بات کا جائزہ لے سکیں، کہ جس عمل کو ہم عین اسلامی کہتے ہیں، وہ واقعی اسلام ہے؟؟

اس ضمن میں، اللہ کریم نے ایک محسوس پیمانہ، اور معیار عطا کیا اور تمام انبیاء کرام علیہ سلام کو ، اوران کے توسط سے تمام نوع انسانی کو، اس پیمانے کے مطابق، عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔

اس عظیم الشان پیمانے کا نام، حضرت ابراہیم علیہ سلام ہے۔۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ [٢:١٢٤]

جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنادوں گا، عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں [محمد جوناگڑھی]

آیت مذکورہ میں، انسانوں کے امام کے الفاظ، نہایت ہی غور طلب ہیں۔ بات ساری انسانیت کی ہو رہی ہے کسی ایک قوم یا خطہ کی نہیں۔ آیت میں موجود لفظ "امام" کا درست مفہوم، بات کو نکھار دیتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا۔ جب کوئی مستری، کسی دیوار کی چنائی کر رہا ہوتا ہے، تو وہ ہر اینٹ، کو ایک رو میں رکھ کر، اس بات کے تعین کے لیے کہ کہیں یہ اینٹ تیڑھی تو نہیں لگ رہی، ایک خاص قسم کے آلے کا استعمال کرتا ہے۔ یہ لوہے کا ایک لٹو نما ٹکرا ہوتا ہے جس میں ایک ڈوری پروئی ہوئی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں، اس آلے کو "سول" کہتے ہیں۔ وہ مستری ہر اینٹ کو رکھنے کے بعد، اس آلے کو اس پر لگا کر اس بات کا یقین کرتا ہے کہ اینٹ بلکل سیدھی لگی ہے۔ اس طرح وہ سینکڑوں فٹ کی دیوار تعمیر کر لیتا ہے جو بلکل سیدھی ہوتی ہے، اس میں کوئی کجی، یا تیڑھا پن نہیں ہوتا۔

عربی زبان میں اس آلے کو "امام" کہتے ہیں۔

یہ ہی وجہ ہے کہ ہم نماز پڑھانے والے شخص کو "امام" کہتے ہیں۔ سارے مقتدی اس امام کے ساتھ، اس ہی کی طرح کی ساری حرکات وسکنات کرتے ہیں۔ جیسا امام کرتا جاتا ہے۔۔

اللہ کریم نے حضرت ابراہیمؑ کو انسانوں کا امام منتخب فرمایا، اور ساری انسانیت کو ایک محسوس پیمانہ عطا فرما دیا، تاکہ اس کے سانچے میں ڈھل کر، ساری نوع انسانی، اپنی تعمیر میں کجی یا تیڑھ پن سے محفوظ رہ سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فرمایا۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا [٤:١٢٥]

اُس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کی، اُس ابراہیمؑ کے طریقے کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا

[ابوالاعلیٰ مودودی]

تمام انبیاء علیہ سلام اور ان کے توسط سے تمام نوع انسانی کو واضح الفاظ میں کہہ دیا گیا۔۔۔ کہ

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

[٢٢:٧٨]

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اُس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اِس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مدد گار [ابوالاعلی مودودی]

کتنا واضح اعلان ہے کہ اس قرآن سے پہلے بھی مومنین کا نام مسلم رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی مومنین کا یہ ہی نام ہے۔ ہم سے سابقین کو بھی ملت ابراہیم پر قائم ہونے کا حکم تھا اور انہیں بھی جنہیں قرآن عطا فرمایا گیا۔

حضرت یوسف علیہ سلام کی زبانی کتنی واضح حقیقت کو بیان فرمایا گیا۔ کہا۔۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ [۱۲:۳۸]

اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے [فتح محمد جالندہری]

یعنی یہ دین کوئی اجنبی دین نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ ہی دین ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ سلام کاربند تھے، اور جس کی پیروی، ان کے بعد، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ نے اختیار کی۔ اس ہی دین کی پیروی کا حکم، نبی اکرم ﷺ کو بھی دیا گیا۔ چنانچہ فرمایا۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [١٦:١٢٣]

پھر (اے حبیبِ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کریں جو ہر باطل سے جدا تھے، اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے، [طاہر القادری]

نہ صرف یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو دین ابراہیمی کی اطاعت کا حکم دیا گیا، بلکہ خود آپ ﷺ کی زبانی، اس دین ابراہیمی کی پیروی اور اطاعت کا اقرار فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا۔

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [٦:١٦١]

اے محمدؐ! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اُس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا [ابوالاعلی مودودی]

نہایت ہی واضح الفاظ میں حضور اکرم ﷺ کی زبانی کہلوایا گیا، کہ یہ وہ دین ہے، جو سیدھا ہے، جس میں کوئی تیڑھ نہیں ہے، یہ وہ دین ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار کیا تھا۔ اور خود نبی ﷺ اور ان کے توسط سے ہم سب کو اس دین کی مکمل، غیر مشروط، برضاو رغبت، پیروی اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بار بار، اپنے مخاطبین سے اس ہی بات کا مطالبہ کیا کہ وہ دین ابراہیمی کی پیروی کریں۔ اس کے علاوہ کسی دین کی پیروی کسی بھی حالت میں اللہ کو قبول نہیں۔ چنانچہ فرمایا۔۔

قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [٣:٩٥]

کہو، اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے، تم کو یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے، اور ابراہیمؑ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا[ابوالاعلیٰ مودودی]

غور فرمائیں، ان آیات مبارکہ کے الفاظ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہا کہ ابراہیمؑ کے دین پر چلو، یہ ہی درست اور سچا و سیدھا دین ہے اور یہ کہ ابراہیمؑ مشرکین میں سے نہ تھے۔ غور فرمائیں، اس ایک لفظ "شرک" پر۔۔

آیات بالا میں یہ لفظ، بتکرار بیان ہوا ہے۔ بار بار بتایا جارہا ہے، کہ ابراہیمؑ کے دین کے علاوہ، ہر دین شرک ہے۔ دین صرف وہ ہی ہے جو ابراہیمؑ نے اختیار کیا۔ جسے سند خداوندی عطا ہوئی۔ ابراہیمؑ کے طریقہ کے علاوہ ہر طریقہ صرف اور صرف شرک ہے۔۔۔۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے دور اقدس میں موجود، ان یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق فرمایا گیا۔۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [:] قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ [٢:١٣٦]

یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے عیسائی کہتے ہیں: عیسائی ہو، تو ہدایت ملے گی اِن سے کہو: "نہیں، بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیمؑ کا طریقہ اور ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہ تھا" مسلمانو! کہو کہ: "ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئی تھی ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں" [ابوالاعلیٰ مودودی]

آیت مبارکہ کتنی عظیم حقیقت کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ وہ لوگ جو دور نبوی ﷺ میں، یہودی یا عیسائی تھے، ان کے اپنے اپنے نظریات تھے، اپنے اپنے عقائد تھے۔

یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہمارا طریقہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"راہ راست" ہے۔

عیسائی کہتے تھے، ہمارا طریقہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"راہ راست" ہے۔

اللہ کریم نے ان کے ان باطل نظریات کو رد فرمایا۔ کہا کہ نہ یہودیوں کا طریقہ "راہ راست" ہے اور نہ ہی عیسائیوں کا طریقہ "راہ راست" ہے، بلکہ صرف اور صرف ابراہیمؑ کا طریقہ "راہ راست" ہے۔

اور یہ ہی طریقہ، تمام انبیاءؑ، بشمول حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ، اور ہمارے نبی محمد ﷺ، کا بھی تھا ہم بحیثیت مسلم، ان سب کے طریقوں کے پیروکار ہیں۔ جو دین ان سب کو ملا، ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم مشرک ہرگز نہیں ہیں بلکہ اطاعت گزار، اور سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہیں۔۔۔۔۔

یہ ہی وہ مقام ہے جہاں اس مقالے کا اصل سوال سامنے آتا ہے کہ؟؟؟

بیت المقدس کس کا قبلہ تھا؟؟

ظاہر ہے کہ یہ یہودیوں کا قبلہ تھا اور اس آیت مبارکہ کی رو سے یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ، درست نہیں بلکہ ابراہیمؑ کا طریقہ درست ہے۔ ابراہیمؑ تو معمار کعبہ تھے، معمار انسانیت تھے۔۔

ان کا قبلہ تو یہ کعبہ ہی تھا۔

تو پھر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے یا حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ نے، حضرت ابراہیمؑ کے درست راستے کو چھوڑ کر، جس کا حکم اللہ کریم نے انہیں دیا تھا، یہودیوں کے باطل راستے کو اختیار کیا ہو، اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے ہوں جنہیں اللہ "سفہاء" کہتا ہے؟؟؟

قرآن کریم نے ان لوگوں کو جو دین ابراہیمی کے باغی تھے۔

جو ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کے بجائے، اپنے تراشیدہ عقائد اور نظریات کے اسیر تھے۔
جنہوں نے دین میں ابراہیمؑ کے اختیار کئے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر، شرک کا ارتکاب کیا۔
انھیں، جاہل، احمق اور راہ گم کردہ قرار دیا ہے۔ فرمایا۔۔

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ [.:]إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ [:]وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ [:]أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ [۲:۱۳۳]

اب کون ہے، جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے، جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہو گا۔۔ اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا: "مسلم ہو جا"، تو اس نے فوراً کہا: "میں مالک کائنات کا "مسلم" ہو گیا" اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوبؑ اپنی اولاد کو کر گیا اس نے کہا تھا کہ: "میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا" پھر کیا تم اس وقت موجود تھے، جب یعقوبؑ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بچوں سے پوچھا: "بچو! میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟" ان سب نے جواب دیا: "ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ نے خدا مانا ہے اور ہم اُسی کے مسلم ہیں"
[ابو الاعلیٰ مودودی]

تمام کے تمام انبیاء کرامؑ، اس ہی دین کے پیروکار تھے، جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا۔ اس ہی طریقہ کے پیروکار تھے، جو حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔۔۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ [:]وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ [:]وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ [:]وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [٦:٨٧]

اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔۔ اور (نیز) زکریا کو اور یحيٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب نیک لوگوں میں سے تھے۔۔ اور نیز اسماعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی۔۔ اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی [محمد جونا گڑھی]

ہر وہ عمل، طریقہ، نظریہ، عقیدہ، جو دین ابراہیمی سے متصادم ہو، جو ابراہیمؑ کے طریقہ سے جدا ہو، جو ابراہیمؑ، اور ان کے اسوہ کی پیروی کرنے والے تمام انبیاءؑ، کے نظریات، عقائد، طریقے، عمل اور دین سے مختلف ہو، وہ قابل نفرت ہے۔۔ جہالت ہے۔۔۔ حماقت ہے۔۔

آیات بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ کریم نے، حضرت ابراہیمؑ کو، تمام نوع انسانی کا امام مقرر فرمایا۔

ان کے طریقہ کو سیدھا اور سچا دین ہونے کی سند عطا فرمائی۔۔

اور تمام حضرات انبیاء کرامؑ، جن میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی شامل ہیں، سب کو دین ابراہیمی کی اطاعت اور پیروی کا حکم فرمایا۔۔۔

دین ابراہیمی سے روگردانی کو شرک قرار دیا۔۔۔

ان لوگوں کو، جنہوں نے دین ابراہیمی سے روگردانی کی۔ ان کے طریقوں سے بغاوت کی۔

اپنے ذاتی، خود ساختہ عقائد و نظریات اختیار کیے۔

انھیں، جاہل، احمق، اور مشرک قرار دیا۔۔

سوال یہ ہے کہ دین ابراہیم ہے کیا؟؟؟

قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ [:.] رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [:.] لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ [٦٠:٦]

مسلمانو!) تمہارے لیے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔ اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بیشک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔۔ یقیناً تمہارے لیے ان

میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثنا ہے [محمد جونا گڑھی]

نیز فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [:] وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ [:] فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ [:] فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ [:] فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ [:] إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ [:] وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ [:٠] وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ [:] الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ [:] وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ [٦:٨٣]

اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تم بتوں کو کیا معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو۔۔ اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔۔ پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی

تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا۔۔ پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔۔ میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔ اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا، آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، کیا تم پھر بھی خیال نہیں کرتے۔۔ اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔۔ اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلے میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے

[محمد جوناگڑھی]

یہ ہے دین ابراہیمی۔۔۔ یہ ہے اسوہ ابراہیمی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر طرف سے منہ موڑ کر، صرف اور صرف ایک رب وحدہ لاشریک، کی اطاعت گزاری۔ سر تسلیم خم۔ نہ کوئی خوف، نہ کوئی مصلحت۔ نہ کوئی سمجھوتا۔ جان جاتی ہے تو جائے، مال جاتا ہے تو جائے۔ اولاد جاتی ہے تو جائے۔ مقصود و مطلوب، صرف اور صرف رضائے خداوندی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک اور صرف ایک، وحدہ لا شریک، رب کائنات، خالق و مالک، ذوالجلال والاکرام کی عبودیت۔۔۔

تدبر قرآن سے ہم جان سکتے ہیں کہ، نبی محض ایک پیغام رساں نہیں ہوتا۔۔

وہ اپنی قوم کا لیڈر ہوتا ہے۔

جو رب کے عطا کئے ہوئے دین کو، معاشرے میں عملی طور پر متمکن کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کی عطا کی ہوئی ہدایت سے آگاہ کرتا ہے۔ پھر ان لوگوں میں سے ایک ایسی ٹیم تیار کرتا ہے، جو اللہ کریم کے نازل کئے ہوئے احکامات کو، عملی طور پر اپنے معاشرے میں نافذ کرتی ہے۔ اس طرح دین عملی طور پر متمکن ہو جاتا ہے۔۔

قرآن کریم ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ہر نبیؑ کا پیغام، انسانی برابری، اور مساوات ہوتا ہے۔ اس کی ساری تگ و دو، کمزور و مقہور لوگوں کو، ظالم و جابر انسانوں کے استبداد سے آزاد کروانا ہوتا ہے۔۔ یہ ہی وجہ ہے کہ، ہر نبی کی دعوت کی سب سے زیادہ مخالفت بھی ان ہی بالا دست طبقات کی طرف سے ہوتی ہے، جنھوں نے انسانوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہوتا ہے۔۔

اس عمل میں، ایسا مقام بھی آجاتا ہے، جب وقت کا نبی اپنے رب کی ہدایت کی روشنی میں، اپنی قوم کے ان افراد کو ساتھ لے کر، جو اس کے پیغام پر ایمان لے آئے ہوتے ہیں، کسی ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر جاتا ہے، جہاں دین کے تمکن کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ ہجرت کا یہ عمل، تقریباً ہر نبی کے ساتھ، منسلک ہے۔۔

ایسا ہی ایک مقام حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں بھی آیا، جب وہ اپنے بچوں اور اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر، نمرود کی سرزمین سے ہجرت کر گئے۔ مشیت ایزدی کے مطابق، انہوں نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیلؑ کو، مکہ معظمہ کی اس وادی غیر ذی زراع میں بسایا، جہاں سے اللہ کریم کی مشیت کے مطابق، دین کا

آخری پیغام، ساری نوع انسانی کے لئے تجویز کیا ہوا تھا۔ جب کہ اپنے دوسرے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو، کنعان، فلسطین کے علاقے میں آباد کیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے، مکہ میں، حکم خداوندی کے عین مطابق، دنیا کی سب سے پہلی مسجد، کعبۃ اللہ کی تعمیر کی ۔ جسے اللہ کریم نے "میرا گھر" کے الفاظ سے عزت بخشی۔ جسے ساری انسانیت کے لیے، منزل مقصود اور راہنمائی کا محسوس مرکز قرار دیا۔۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ [:]فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ [۳:۹۷]

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہّ میں ہے، برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لئے (مرکزِ) ہدایت ہے، اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) ابراہیم (علیہ السلام) کی جائے قیام ہے، اور جو اس میں داخل ہو گیا امان پا گیا، اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، اور جو (اس کا) منکر ہو تو بیشک اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے، [طاہر القادری]

آیت بالا مندرجہ ذیل حقائق کو سامنے لاتی ہے۔۔۔

1۔۔۔ کعبۃ اللہ، دنیا میں انسانوں کے لیے تعمیر و تجویز کیا جانے والا، سب سے پہلا گھر ہے۔۔

2۔۔۔ یہ کہ کعبۃ اللہ مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔۔۔

3۔۔۔ یہ سارے جہانوں کے لیے مرکز ہدایت ہے، یہاں لفظ "عالمین" خصوصی توجہ کا متقاضی ہے، کہ جس طرح اللہ کریم تمام عالمین کے رب ہیں، اس ہی طرح، اس کا یہ گھر، تمام "عالمین" کے لیے مرکز

ہدایت ہے، نہ کسی مخصوص قوم کے لیے، نہ کسی مخصوص خطہ کے لیے، اور نہ ہی کسی مخصوص دور کے لیے۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، تمام نوع انسانی کے لیے مرکز ہدایت صرف اور صرف یہ کعبۃ اللہ ہے۔

4۔۔۔ یہ کہ جس دین کا یہ مرکز محسوس ہے، اس دین میں جو داخل ہوا ، اسے امان نصیب ہو جائے گی۔

5۔۔۔ یہ کہ کعبۃ اللہ، تمام نوع انسانی کا مرکز ہدایت ہے، اس لیے تمام نوع انسانی پر لازم ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتے ہوں، تو اس گھر کا حج کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

6۔۔۔۔ یہ کہ اگر کوئی ان ساری باتوں کا منکر ہے، تو اللہ تو سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔۔

مزید ارشاد فرمایا۔۔۔۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ [٢:١٢٥]

اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لئے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا، اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیھما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک (صاف) کر دو، [طاہر القادری]

آیت بالا کو بار بار پڑھیں، اور غور و فکر اور تدبر کو آواز دیں۔ کیا اس کے بعد بھی اس بات کا تصور تک کیا جا سکتا ہے کہ، اس بیت اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور مقام، خواہ وہ کتنا ہی مقدس کیوں نہ ہو "قبلہ" کا ، درجہ حاصل کر سکے ؟؟؟

آیت بالا کے الفاظ "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ " کس حقیقت کو آشکار کر رہے ہیں؟

اس لفظ کا مادہ" ثوب" ہے۔ جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔"مَثَابَةً " کے معنی، آخرالامر، ہر جگہ سے لوٹ کر جمع ہونے کے ہیں، یعنی منزل، مرکز اجتماعیت، مرجع، نقطہ اجتماع۔۔۔۔

چنانچہ "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ " کا مطلب، ساری کی ساری انسانیت کا، ایک نقطہ، ایک مشترکہ مقصد پر، جمع ہونے کا مرکز ہوگا اور اس کا نتیجہ، غرض وغایت، کہا۔۔۔۔"أَمْنًا" ۔۔

کہ ساری انسانیت، تمام گروہی، رنگ و نسل، قوم، جنس، کے تفرقہ سے نکل کر امن اور سکون حاصل کر لے۔

اس ہی آیت مبارکہ میں دوسرا ٹکرا " وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى "سارے مسئلہ کو ہی حل کر دیتا ہے۔۔ باقائدہ حکم دیا گیا۔۔

کہ اس مقام کو، جو مقام ابراہیم ہے، اسے مصلیٰ بنالو۔۔ اللہ اکبر۔۔

غور فرمائیں کیا کہا جارہا ہے؟؟

حکم ربی کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہم کہیں کہ ۔۔۔۔۔۔

میرے نبی ﷺ، رب کریم کے اس واضح اور حتمی حکم سے روگردانی کرتے ہوئے، بیت المقدس کی جانب منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔۔ کتنی جرآت کی بات ہے۔۔

وہ مقام جسے اللہ، مصلیٰ بنانے کا حکم دے رہا ہو اور ہم یہ کہیں کہ اس کے فرمابردار نبی ﷺ نے اپنے رب کے اس حکم کی خلاف ورزی کی؟؟؟

رب کریم نے اپنے دونوں انبیاء، حضرت ابراہیمؑ، اور حضرت اسمٰعیلؑ، جو معمار حرم بھی تھے، ان سے عہد لیا۔۔۔ غور فرمائیں کیا عہد لیا۔۔

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے اس گھر کو، ان لوگوں کے لیے جو طائف ہیں، عاکف ہیں، جو میرے عبادت گزار بندے ہیں، ان کے لیے، پاک صاف کر دو۔ تمام باطل عقائد سے پاک، تمام فرقہ بندی سے پاک، اللہ وحدہ لاشریک کے فرمابرداری، اس ہی کی محکومیت۔۔۔

"میرا گھر" اس ایک لفظ پر ٹھہر جائیں۔۔ کہا، میرا گھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ساری کائنات میں، کسی اور جگہ کے لیے اللہ کریم نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں؟؟

کیا اپنے گھر کے ہوتے ہوئے، کوئی کسی اور کے گھر کو آباد کرتا ہے؟؟

کیا اپنے گھر سے زیادہ محبوب، کسی اور کا گھر ہوتا ہے؟؟

مزید فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ [۵:۹۷]

اللہ نے کعبہ کو جو ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا۔۔۔ [محمد جوناگڑھی]

غور طلب بات ہے۔" قِيَامًا لِّلنَّاسِ "کہا جا رہا ہے۔ تمام انسانیت کے قیام کی بات ہو رہی ہے۔

کہا کہ یہ جگہ یعنی کعبۃ اللہ، یہ مرکز محسوس، مرکز ملت، مرکز ہدایت اس لیے ہے تا کہ ساری کی ساری انسانیت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے۔۔

یہ تھا وہ دین ابراہیمی۔۔۔ یہ تھا وہ اسوہ ابراہیمی۔۔۔ جس کی پیروی، اور اتباع کا حکم، تمام نوع انسانی کو دیا جا رہا ہے۔ تمام کے تمام انبیاء علیہ سلام کو دیا جا رہا ہے اور اس ہی دین کے مرکز محسوس کی تعمیر کے بعد، اس خلیل اللہ، حضرت ابراہیم علیہ سلام نے کیا فرمایا۔۔ غور فرمائیں۔۔ کہا۔۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ [:] رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [:] رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن

ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ [:] رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ [:] الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ [:] رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ [:٠] رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ [١٤:٤١]

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ "پروردگار، اِس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔۔ پروردگار، اِن بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے (ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کر دیں، لہٰذا اُن میں سے) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو یقیناً تو درگزر کرنے والا مہربان ہے۔۔ پروردگار، میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے پروردگار، یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو اِن کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔۔ پروردگار، تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں" اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔۔ شکر ہے اُس خدا کا جس نے مجھے اِس بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ جیسے بیٹے دیے، حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے۔۔ اے میرے پروردگار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار، میری دعا قبول کر۔۔ پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہو گا" [ابوالاعلیٰ مودودی]

مزید عرض کی۔۔۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ [:]وَإِذْ يَرْفَعُ
إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [:]رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
[:]رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [٢:١٢٩]

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے، (اللہ نے) فرمایا: اور جو کوئی کفر کرے گا اس کو بھی زندگی کی تھوڑی مدت (کے لئے) فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے (اس کے کفر کے باعث) دوزخ کے عذاب کی طرف (جانے پر) مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے، اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے، اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا اور ہمیں ہماری عبادت (اور حج کے) قواعد بتا دے اور ہم پر (رحمت و مغفرت) کی نظر فرما، بیشک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے، اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے، [طاہر القادری]

بہت زیادہ غور کرنے والی بات ہے۔

اللہ کے گھر کی تعمیر کے بعد، حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا، سارے کا سارا دین بیان کر دیتی ہے۔اس اسوہ ابراہیمی کو بیان کر دیتی ہے، جس کی اتباع کا حکم، تمام انبیاء علیہ سلام، اور ان کے توسط سے ساری بنی نوع انسان کو دیا گیا ہے۔۔

اور پھر اس آیت بالا کے آخری الفاظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔۔

مقصود و مطلوب، غرض و غایت ہے، اس نبی کی بعثت، جو آل ابراہیمؑ میں سے ہو گا، جو نبی آخر ہو گا۔جو اس دین کو ساری انسانیت تک پہنچائے گا۔جو رحمۃ للعالمین ہو گا۔جو محسن انسانیت ہو گا۔جو فخر انسانیت ہو گا۔جو معراج انسانیت ہو گا۔۔۔۔

ہزاروں سال پہلے، اپنی ساری سعی اور عمل، اپنی فرمابرداری، اطاعت، خود سپردگی، سب کا ایک ہی صلہ مانگا۔۔۔

اس نبی ﷺ کی بعثت، جو انسانیت کے گلے میں پڑے اس طوق کو اتار پھینکے گا، جس نے انھیں غلام بنا رکھا ہے۔وہ ان خود ساختہ عقائد اور نظریات کی زنجیریں کاٹ دے گا، جو انسانیت کے پاؤں کی روک بن کر کھڑی ہیں۔۔۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے، کہ ان دعاؤں کا حاصل وہ نبی محترم ﷺ ،جب مبعوث ہوں، تو اس دین کے اتباع میں کعبہ کو مصلّیٰ بنانے کے بجائے، کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیں ؟؟؟

کعبہ ،ان قریش کے لیے واحد وجہ افتخار تھا، جس کے فرد ہمارے نبی محترم محمد ﷺ بھی تھے۔ کیا یہ بات عام عقل کو بھی اپیل کر سکتی ہے کہ وہ لوگ اپنے اس افتخار کو، کسی اور مقام سے بدل لیں ؟؟؟

سوچنے کا مقام ہے کہ ایک ایسا مرکز، جسے تعمیر ہی اس غرض سے کیا گیا، کہ تمام نوع انسانی، کو یہاں سے ہدایت ملے۔ جو تمام نوع انسانی کے قیام کا باعث ہو۔ جو تمام نوع انسانی کے جمع ہونے کی جگہ ہو جو تمام نوع انسانی کے امان اور سکون کی ضمانت ہو۔ جو مرکز نگاہ ہو۔ جو منتہیٰ ہو۔ مطلوب ہو مقصود ہو، دین کا محسوس نشان ہو۔ جو اللہ کا گھر ہو۔ جو انسانیت کا گھر ہو۔ جس کا حج فرض کیا گیا ہو۔ جسے مصلّیٰ کہا گیا ہو۔ جس کی طرف منہ کر کے خود حضرت ابراہیمؑ، اور ان کی اولاد نماز پڑھتی ہو۔ کیا اس بات کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ ،اولاد ابراہیمؑ میں سے کسی نے بھی اپنے جد امجد کے اس دین سے روگردانی کی ہو جس کی اتباع کا حکم خود خدائے وحدہ لاشریک نے دیا تھا؟؟؟؟

سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا بیت المقدس، حضرت ابراہیمؑ کے دور میں تھا؟؟؟

اور اگر نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یقیناً نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، کس قبلہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے؟؟؟

کیا کعبہ کے ہوتے ہوئے، اس بات کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے انبیاءؑ، کسی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے ہوں گے ؟؟؟

اگر یہ سارے انبیاء علیہ سلام، اس کعبہ ہی کی جانب منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے، تو کیا، ان کے بعد آنے والے انبیاء، بشمول حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، بھی اپنے اجداد کے دین حق کی اتباع میں، جن کا ان سب کو حکم دیا گیا تھا، کعبہ کی جانب منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے ہوں گے ؟؟؟

اور جب وہ انبیاء، جو قوم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے، وہ بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، تو پھر کیا یہ بات قرین قیاس بھی ہو سکتی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ جو اس کعبہ کے متولی خاندان کے چشم و چراغ تھے، وہ اس کعبہ کو چھوڑ کر، بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیں ؟؟؟

اقبال علیہ رحمہ نے کیا خوب کہا تھا۔-------------

لبھاتا ہے دل کو کلام خطیب

مگر لذت شوق سے بے نصیب

بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا

لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا

تمدن، تصوف، شریعت، کلام

بُتان عجم کے پجاری تمام

حقیقت خرافات میں کھو گئی

یہ امت روایات میں کھو گئی

ایک ایسا عمل، جس کا نہ تو قرآن میں کوئی حکم موجود ہے، اور نہ ہی کتب روایات میں۔

ایسے تصوراتی عقیدہ کو عین دین بنا کر، اپنے نبی اور اپنے دین کی توہین کرنے والی ، غالباً ہم دنیا کی واحد قوم ہوں گے، اور ہماری اس ہی جہالت کا نتیجہ ہے کہ ہم آج دنیا میں نشان عبرت بنے ہوئے ہیں۔۔۔

تحویل قبلہ کے اس باطل عقیدہ کو درست ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی درج ذیل آیت مبارکہ پیش کی جاتی ہے اور اس کے غیر ذمہ دارنہ ترجمہ سے "تحویل قبلہ" کے اس باطل عقیدہ کی سند فراہم کی جاتی ہے۔ میں وہ آیت مبارکہ پیش کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [٢:١٤٢]

اس آیت مبارکہ کا عام ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے۔

احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر تھے اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، سیدھے رستے پر چلاتا ہے ۔۔۔

اس آیت مبارکہ کے ساتھ بھی وہ ہی مشکل درپیش ہے، جو قرآن کریم کے تراجم کرتے ہوئے ہمارے بزرگوں کو ہمیشہ درپیش رہی۔ بدقسمتی سے ہمارے سابقین نے، جب بھی قرآن کریم کا ترجمہ کیا، ان مخصوص عقائد اور نظریات کو ذہن میں رکھ کر کیا، جو ہمارے یہاں متواتر چلے آرہے ہیں۔ ہمارے ان

محترم بزرگان نے، ان عقائد اور نظریات کو قرآن کریم کی کسوٹی پر پرکھنے کے بجائے، قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ، ان عقائد اور نظریات کی بنیاد پر کر دیا اور اس عمل میں، نہ تو عربی زبان کی گرامر کا کوئی خیال رہا، نہ ہی قرآنی اسلوب کا۔۔نہ ہی لغت کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آیئے اس آیت مبارکہ پر عربی زبان، گرامر، اور عقل عام سے تفکر و تدبر کرتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں۔

کیا ہمیں اس پوری آیت میں، کہیں کوئی ایسا لفظ ملتا ہے، جس کا ترجمہ "مسلمان" کیا جائے؟؟

عربی زبان کے علی الرغم، اس آیت مبارکہ میں، الفاظ "" وَلَّاهُمْ " "قِبْلَتِهِمُ " " كَانُوا "کا مرجع اس آیت کی ابتداء میں بیان کیے ہوئے لفظ " السُّفَهَاءُ " کے بجائے، مسلمان کی طرف کر دیا گیا۔۔ جو اس پوری آیت میں موجود ہی نہیں ہے۔۔۔

درست طور پر اس آیت میں، ان تینوں الفاظ کی ضمیروں کا مرجع، "ٱلسُّفَهَآءُ مِنَ ٱلنَّاسِ" کی طرف ہوتا ہے۔۔

چنانچہ درست طور پر اس آیت کا ترجمہ اس طرح بنتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

لوگوں میں سے احمق لوگ کہیں گے کہ کس نے ان کو اس قبلہ کی طرف منہ کرنے سے روکا جس پر یہ یعنی یہودی تھے۔۔

اور اس کا واضح جواب اس سے اگلے الفاظ میں دے دیا گیا کہ۔۔۔۔۔

مشرق اور مغرب یعنی ساری کائنات صرف اللہ ہی کی ہے،

وہ جسے چاہتا ہے، صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔۔

میرے محترم دوستو۔۔۔۔۔۔

اس آیت مبارکہ کے ان آخری الفاظ پر، بغیر کسی تعصب اور خود ساختہ عقیدے کے غور فرمائیں۔۔

مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ تم کہہ دو، کہ مشرق اور مغرب صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ جسے چاہتا ہے، صراط مستقیم کی جانب ہدایت فرما دیتا ہے۔۔

غور طلب بات ہے، کہ اس قبلہ کی جانب جس کی طرف مسلمان منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، اللہ اسے صراط مستقیم کہہ رہا ہے۔۔ سیدھی راہ ۔۔۔۔۔۔

ذرا غور فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر کعبۃ اللہ کی جانب منہ کرنا صراط مستقیم ہے۔۔۔۔ جو قرآن بیان کر رہا ہے،

تو مجھے بتایا جائے کہ پھر، بیت المقدس کی جانب منہ کرنا، صراط مستقیم کس طرح ہوا؟؟؟

کیا ہم یہ بات سوچ بھی سکتے ہیں کہ، اللہ کے نزدیک ایک ہی وقت میں، دو صراط مستقیم ہوں؟؟؟

دوستو، یاد رکھیں۔۔۔

سیدھا راستہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور غلط ہزاروں ۔۔

اب اگر قرآن کریم کعبہ کے قبلہ ماننے کے عمل کو صراط مستقیم کہہ رہا ہے، تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس نے اس سے پہلے اپنے نبی کو کس اور مقام کو قبلہ بنانے کا کہا ہو۔۔

کیا خدا، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ غلط راہوں کی طرف بھی ہدایت فرماتا ہے؟؟؟

اس آیت کے آخری الفاظ، خود اس سچائی کو بیان کر رہے ہیں کہ بات کیا ہو رہی ہے۔۔

بات تو بلکل واضح ہے کہ یہ یہودی، حضرت موسیٰؑ کے بعد، مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کو بھلا دیا تھا۔

ان لوگوں نے توریت میں، من مانی ترامیم کر لیں تھیں اور اس قبلہ کو بھی بدل لیا تھا، جو ان کے انبیاء علیہ سلام کا قبلہ تھا یعنی کعبۃ اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور قرآن کریم کے مطابق، ان کے تفرقہ کا یہ عالم تھا کہ، انھوں نے اپنے قبلے بھی مختلف بنا لیے تھے۔

اور یہ ایک دوسرے کے قبلہ کو بھی نہیں مانتے تھے۔۔۔

چنانچہ۔۔۔۔۔۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ

[٢:١٤٥]

اور اگر آپ اہلِ کتاب کے پاس ہر ایک نشانی (بھی) لے آئیں تب بھی وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہیں کرتے، (امت کی تعلیم کے لئے فرمایا:) اور اگر (بفرضِ محال) آپ نے (بھی) اپنے پاس علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو بیشک آپ (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ جناب طاہر القادری صاحب

میرا خیال ہے کہ یہ آیت مبارکہ تحویل قبلہ کے اس "باطل عقیدہ" کی جڑ ہی کاٹ دیتی ہے، کہ اول تو یہ یہودی خود کسی ایک قبلہ پر متفق نہیں ہیں۔ اور مزید یہ کہ، نہ یہ آپ ﷺ کے قبلے کو مانیں گے، اور نہ ہی آپ ﷺ ان یہودیوں کے قبلے کی پیروی کر سکتے ہیں۔۔

اور آخر میں یہ وارننگ کہ اگر آپ ﷺ نے بھی ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو آپ ﷺ کا شمار بھی معاذ اللہ، ظالمین میں سے ہو گا۔۔۔۔۔۔

دوستو۔۔۔۔۔۔۔

بات ساری یہ ہے کہ، ان یہودیوں اور عیسائیوں نے، باوجود انجیل میں موجود اس اعلان کے، کہ ایک نبی آئے گا، جس کا نام احمد ہو گا، اپنے نسلی تفاخر کی وجہ سے ہمارے نبی محترم ﷺ کی نبوت کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔۔

ان کے لیے یہ تصور بھی ممکن نہ تھا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ، کسی اور قوم سے کوئی نبی آسکتا ہے۔۔ کسی اور قوم کو کتاب مل سکتی ہے۔ چنانچہ، جب ہمارے نبی ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا، تو اس پر سب سے پہلا اعتراض ہی یہ تھا، کہ نبی تو ہماری قوم یعنی بنی اسرائیل میں آتے ہیں، یہ بنو ہاشم میں کہاں سے نبی آگیا حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے مکی دور میں، قبلہ کے حوالے سے کوئی تنازعہ اٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے ابتدائی مخاطب مشرکین مکہ ہی تھے۔ یہاں یہ دیگر اہل کتاب، نہ ہونے کے برابر تھے۔ باوجود تمام تر خرافات کے، یہ مشرکین مکہ، دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ کعبہ ان کے لیے وجہ افتخار تھا۔ یہ لوگ، کعبہ کو محترم مانتے تھے۔ اس کا طواف کرتے تھے۔ اسے خدا کا گھر مانتے تھے۔ اس کا حج کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں ان مشرکین مکہ کو کوئی اعتراض ہو ہی کیسے سکتا تھا؟؟؟

یہ مسئلہ تو اٹھا ہی تب تھا، جب آپ ﷺ مشیت خداوندی کے تحت، مکہ سے مدینہ ہجرت فرما گئے اور وہاں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ مدینہ میں یہ اہل کتاب، کافی تعداد میں موجود تھے۔ ان اہل کتاب میں سے بہت سارے حالات کا رخ دیکھ کر، مصلحتاً اسلام قبول کرنے لگے۔ یہ لوگ مسلمانوں میں

ہوتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں اور جب اپنے لوگوں میں جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ قرآن کریم نے انھیں منافقین کہا ہے ان ہی کے لیے اللہ نے ارشاد فرمایا۔۔

وَإِذَا لَقُوا۟ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا۟ إِلَىٰ شَيَـٰطِينِهِمْ قَالُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ﴿﴾ ٱللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى طُغْيَـٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿﴾ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَـٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ ۔۔ [٢:١٤]

جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں (14) اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے، وہ ان کی رسی دراز کیے جاتا ہے، اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں (15) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، مگر یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہے اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں۔۔۔ جناب مودودی صاحب

ان ہی منافقین کا ذکر اس آیت مبارکہ 2:42 میں ہے۔۔

جس کا غلط ترجمہ کر کے بات کچھ سے کچھ کر دی گئ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔

وَمَا جَعَلْنَا ٱلْقِبْلَةَ ٱلَّتِى كُنتَ عَلَيْهَآ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ ٱلرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ [٢:١٤٣]

جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں)[محمد جونا گڑھی]

کتنی واضح بات ہے میرے دوستو۔۔۔ کہ اے نبی ﷺ جس قبلہ یعنی کعبہ کیطرف تم پہلے سے تھے، اسے ان لوگوں یعنی یہودیوں کے لیے بھی قبلہ مقرر فرمایا، تا کہ ان لوگوں کے سچ اور جھوٹ کا پتہ چل جائے۔۔۔

غور طلب بات ہے میرے دوستو۔۔

وہ لوگ جو حضور ﷺ کے صحابہ تھے، وہ تو تھے ہی مکہ سے۔ جن کے لیے کعبہ کا متبرک ہونا، محترم ہونا، باعث فخر تھا، نہ کہ کوئی آزمائش۔ یہ صحابہ تو روز اول سے ہی کعبۃ اللہ کے ماننے والے تھے۔ ان کی آزمائش کا تو مسئلہ ہی نہ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے، جو تیرہ سال سے اس نبی کے ساتھ منسلک تھے۔۔ جنھوں نے مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سہے، اور آخر الامر، اپنے گھر بار چھوڑ کر، اپنے نبی کے ساتھ ہجرت کی، ان کی آزمائش کا تو سوال ہی کہاں تھا۔ یہ تو وہ لوگ تھے، جن کے لیے قرآن جنت کی بشارتیں دے رہا تھا۔ یہ تو آزمائے ہوئے لوگ تھے۔ آزمائش کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے۔۔ ان کی آزمائش کی تو بات ہی نہیں تھی۔۔۔

آزمائش کی بات تو ان اہل کتاب کے لیے تھی، جو مسلمانوں سے دھوکہ کر رہے تھے۔۔

ان سے کہا گیا کہ، اب جب تم ایمان لے آئے ہو، تو تمہارا قبلہ بھی یہ کعبۃ اللہ ہے۔۔

اس مرکز محسوس کی جانب اپنا منہ پھیر لو۔

جسے اللہ کریم نے روز اول سے انسانوں کا گھر، اور اپنا گھر، منتخب فرمایا تھا۔۔

پھر نہ جانے کتنے ہی اس کے بعد، الٹے پیر لوٹ گئے ہوں گے۔۔

اس قسم کے باطل عقائد، جو اسلام میں داخل کیے گئے، ہمارے نبی کی تحقیر کا باعث بنتے ہیں۔۔ ذرا غور فرمائیں۔۔

نبوت کی تصدیق، ایک یہودی عالم سے

معراج سے پہلے، بیت المقدس میں نماز

آسمانوں پر موسیٰ علیہ سلام کی مہربانیوں سے پچاس کی جگہ، پانچ نمازیں

اور کعبۃ اللہ کے ہوتے ہوئے، بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز کا پڑھنا

کیا صاف نظر نہیں آتا کہ، ایک مخصوص ذہنیت، ہمارے نبی ﷺ کو، بزعم خود ان یہودیوں کے نبی، اور ان یہودیوں کے عالم اور ان یہودیوں کے مرکز، کا اسیر بنا رہی ہے۔۔ یہ بتا رہی ہے کہ ہمارے نبی کا درجہ، ان کے ایک عالم سے بھی کم تھا۔۔

ہمارے قبلہ کعبۃ اللہ کا درجہ، ان کے بیت المقدس سے بھی کم تھا۔۔

میں یہاں یہ واضح کر دوں کہ، بحیثیت ایک مسلم کے، ہمارے نزدیک، تمام انبیاء کرام علیہ سلام ہمارے نبی ہیں۔ نہ کوئی یہودیوں کا نبی اور نہ کوئی عیسائیوں کا نبی۔ ہمارا تو ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا، اگر ہم تمام کے تمام انبیاء کرام پر ایمان نہ لائیں۔۔

بلکل اس ہی طرح، بیت المقدس، ہمارے لیے بھی اتنا ہی محترم ہے، جتنا کسی اور کے لیے ہے۔۔

بیت المقدس، ہمارے انبیاء علیہ سلام کی آخری آرامگاہ ہے۔ ہمارے سابق انبیاء علیہ سلام کی عبادت گاہ ہے لیکن، اس بیت المقدس کا منہ بھی کعبۃ اللہ کی جانب ہے۔۔

یہ میرا چیلنج ہے، اگر کوئی اس حوالے سے میرے ساتھ، مکالمہ کرنا چاہے، تو یہ خاکسار، انشاء اللہ اسے بھی ثابت کردے گا۔۔۔۔

چنانچہ میں، ان آیات کا درست مفہوم پیش کر رہا ہوں، جن کے غلط تراجم نے، تحویل قبلہ، جیسے باطل عقیدے کو جنم دیا۔۔

اس کے ساتھ ہی میں تمام پڑھنے والوں کو یہ چیلنج دیتا ہوں کہ، مجھے پورے قرآن سے، اور تمام کتب روایات سے، کوئی ایک ایسا حکم لاکر دکھادیں، جس میں حضور ﷺ کو، کعبہ کی جگہ، بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا کہا گیا ہو۔۔۔

آیت مبارکہ پیش ہے۔۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ
يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [:] وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن
يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ [:] قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ [٢:١٤٤]

ان لوگوں یعنی یہودیوں کا ایک اعتراض یہ بھی ہے، جب سابقہ اہل کتاب کا مرکز بیت المقدس چلا آرہا تھا ،تو مسلمانوں نے اس سے روگردانی کر کے، کعبہ کو اپنا مرکز کیوں بنایا۔یعنی اُس کی بجائے اِسے کیوں اپنا قبلہ بنایا؟ یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے۔ ورنہ بات واضح ہے۔ بیت المقدس، بنی اسرائیل کا قومی مرکز ہے، اور اسلام تمام نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ سو ظاہر ہے، اس عالمگیر دعوت کا مرکز وہی ہونا چاہیے، جو مشرق و مغرب، یعنی ساری دنیا پر محیط ہو۔ نہ کہ وہ، جو کسی خاص قوم یا نسل کا منتہائے نظر ہو۔ اس مقصد کے پیش نظر اللہ نے، اپنے قانون مشیت کے مطابق، اس ملت، یعنی جماعت مومنین کی راہنمائی، انسانیت کی صحیح راہ کی طرف کر دی ہے۔

سوائے جماعت مومنین، تم ان اعتراضات کا کوئی خیال نہ کرو۔ اس پروگرام سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمہیں ایک ایسی قوم بنا دیا جائے، جسے تمام دنیا میں، بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو۔ جس سے دنیا کی ہر قوم یکساں فاصلے پر ہو۔ وہ نہ کسی کی طرف جھکی ہوئی ہو اور نہ ہی کسی سے کھنچی ہوئی ہو۔ اس کا فریضہ زندگی یہ ہو، کہ وہ تمام اقوام عالم کے اعمال کی محاسب اور نگراں ہو۔ اور ان کے اپنے اعمال کا نگراں ان کا رسول ہو۔ جسے اس نظام خداوندی میں مرکزی پوزیشن حاصل ہے۔ اس مقام پر، تعین قبلہ، یعنی مرکز کا سوال بہت اہم ہے۔ یہ سوال در حقیقت، قومی مرکز، کی جگہ، انسانیت کے عالمگیر مرکز کے اختیار کرنے کا سوال ہے۔ اس لیے اے رسول، جس قبلے یعنی کعبہ کو تو نے اختیار کیا ہے، اسے ہم نے اس لیے قبلہ بنایا ہے، تا کہ دونوں قسم کی ذہنیتیں الگ الگ ہو جائیں۔ اور یہ واضح ہو جائے کہ وہ کون ہے جو رسول کی اتباع میں، اپنا رخ پھیر کر، ہر قسم کی قومی نسبتوں کو چھوڑ کر، خالص انسانیت کی نسبت اختیار کر لے۔ اور وہ کون ہے، جو قومی نسبت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

یہ تبدیلی در حقیقت ان لوگوں پر گراں گزرتی ہے، جن کے دل ابھی تک قومیتوں کے تنگ دائرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان تنگ نگاہوں سے نکلنا اس ہی وقت ممکن ہے، جب انسان اپنے ذاتی رجحانات، کے بجائے، قانون خداوندی کو اپناراہ نمابنائے۔

قومیت کے تنگ دائرے میں رہنے والا یہ سمجھتاہے، کہ انسانیت کی وسعتوں میں پھیل جانے سے اس کا جتھہ کمزور ہو جائے گا۔ اور اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے 29/25۔۔۔ لیکن تم ان کی باتوں میں نہ آجانا ۔۔ عالمگیر انسانیت کی فلاح وبہبود پر تمہاراایمان، کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ خدا کے قانون کے مطابق چلنے سے انسان، تخریبی قوتوں سے بھی محفوظ رہتاہے۔ اور اسے سامان نشو نما بھی باافراط ملتاہے۔

ہمیں اس کا بھی علم ہے، کہ تمھارے دل میں بار بار یہ آرزوابھر رہی ہے، کہ جس مقام مکہ کو ہم نے اس نظام کا مرکز مقرر کیاہے، اس پر قبضہ وتصرف بھی ہماراہی ہوناچاہیے۔ یہ ٹھیک ہے، ایساہو کر رہے گا ۔ تمھارے کرنے کاکام یہ ہے کہ تم، اپنی تمام توجہات، اس ہی نقطہ، یعنی خانہ کعبہ کو غیر خداوندی قوتوں سے آزاد کروانے پر مرکوز کر دو۔ تم دنیاکے کسی گوشے میں بھی ہو، اور دنیاکے کسی بھی شعبے میں مصروف تگ وتاز ہو، تم اپنی توجہات کارخ اس ہی سمت رکھو۔

اصل یہ ہے کہ یہ اہل کتاب، اچھی طرح جانتے ہیں، کہ تمہاری یہ دعوت ان کے نشو نمادینے والے کی طرف سے ایک حقیقت ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ، محض ضد اور تعصب کی بناء پر، اس کی مخالفت کیے جارہے ہیں۔ ہم ان کی ایک ایک حرکت سے باخبر ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مفہوم القرآن از علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ

إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون